امت کے باقی افراد پر حضرات صحابہ کرام کی افضلیت کا مسئلہ

تحریر

مفتی عبیدالرحمان صاحب

رئیس دارالافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دارالتقویٰ، مردان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات صحابہ کرام کی افضلیت کا مسئلہ

باعثِ تحریر

حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) امت اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واحد واسطہ ہے، انہی کے ذریعے امت کو دین واسلام کی نعمت وشرافت اور قرآن وسنت کی دولت وسعادت نصیب ہوئی ہے، ان کے ساتھ جڑنے اور جڑے رہنے ہی میں عافیت اور فتنوں سے حفاظت ہے، بصورتِ دیگر گمراہی اور فتنے ہی فتنے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ سے متعلق ایک اہم مسئلہ ان کی" افضلیت "کا ہے، پرانے اہل علم میں سے حضرت امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کی تحقیق اس حوالہ سے مشہور ہے کہ وہ صحابہ کرام میں سے ہر ہر فرد کو باقی امت کے ہر ہر فرد سے افضل سمجھنا ضروری قرار نہ دیتے تھے، بعض روایات سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ خیر، وہ تو ان کی علمی تحقیق تھی جو علمی دقت اور (ان شاء اللہ) اخلاص وللّٰہیت ہی پر مبنی تھی، اور ساتھ ایسے ماحول ووقت میں تھی جہاں اس سے مفاسد پیدا ہونے کا کوئی خاص اندیشہ نہیں تھا، تاہم اِس وقت چونکہ اس باب میں مختلف گمراہیاں اور کمزوریاں دیکھنے کو مل رہی ہیں، اس لئے اس مسئلہ کی تحقیق ضروری محسوس ہوتی ہے۔

صحابہ کرام کی "افضلیت" کی نوعیت

قرآن وسنت کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام(رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو جو امتیازی مقام وحیثیت حاصل ہے، وہ ظاہر ہے، ہر دین دار مسلمان اس کو جانتاہے، اس امتیازی مقام میں سے ایک ضروری مسئلہ یہ بھی ہے کہ حضرات صحابہ کرام اجتماعی اورانفرادی دونوں سطح پر باقی امت سے افضل ہیں، ان کی جماعت بھی باقی امت کی جماعت سے افضل ہے اوراس پاک جماعت کا ہر ہر فرد بھی امت کے باقی افراد میں سے ہر ہر فرد سے افضل اور بہتر ہے۔

"جوہرۃالتوحید" کی شرح میں ہے:

مـمّا يجب اعتقاده أنّ أصحابه.. أفضل مِن غيرهم مِن جميع القرون للأحاديث البالغة مبلغَ التّواتر وإن كانتْ تفاصيلها آحادا.[1]

ترجمہ:"واجب اعتقادات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ :متواتر احادیث کی بنیاد پر آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب لوگوں سے افضل ہیں اگرچہ ان روایات کی تفصیلات خبر واحد کے درجے میں ہیں"۔

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واعلم أيضا أن المشهور أيضا من مذهب الجماعة أنه وهو الحق لا يبلغ أحد من الأمة إلى يوم القيامة درجة واحد من الصحابة رضي

---

[1] فتح القريب المجيد، ضمن " مجموعة جوهرة التوحيد" ج٢ص١٢٤.

الله عنهم في الفضل ولو فعل ما فعل من الطاعات. ويشهد له ظواهر كثير من الآي والأخبار.[١]

ترجمہ:"اہل سنت کا مشہور اور درست مذہب یہ ہے کہ: قیامت تک امت کا کوئی بھی فرد فضیلت میں کسی صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا خواہ جتنے بھی نیک اعمال کرے۔ یہ بات کئی آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے"۔

علامہ سفارینی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اعْلَمْ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ أَفْضَلُ خَلْقِ اللهِ تَعَالَى نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَقِيَّةَ أُولِي الْعَزْمِ، ثُمَّ الرُّسُلَ، ثُمَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ثُمَّ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ أَفْضَلُ الْبَشَرِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.[٢]

ترجمہ:"واضح رہے کہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہمارے پیارے حضور ﷺ ہے، پھر دیگر اولوالعزم انبیاء، پھر دیگر رسول پھر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام۔ انبیاء کے بعد تمام مخلوقات میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے افضل ہیں"۔

ذیل میں اس سے متعلق چند دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل: قرآنی آیات مبارکہ:

قرآن کریم نے متعدد آیات مبارکہ میں حضرات صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف فرمائی ہیں، بعض آیات میں ان کو راشدین یعنی ہدایت یافتہ قرار دیا، بعض

---

[١] الأجوبة العراقية على الأسئلة اللاهورية،ص: ٦٣.

[٢] لوامع الأنوار البهية،فَصْلٌ فِي ذِكْرِ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ،ج٢ص٣١٠.

جگہ ان کے خدا کی رضامندی کے طلب گار قرار دیا، بعض جگہ ان کو صادق کہا، خدا تعالیٰ (کے دین) اور حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اعوان وانصار قرار دیا، ان کے جنت، مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبریاں سنائی گئیں ہیں، ان کے بارے میں یہ اعلان بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، یہ اوران کے علاوہ بشارتیں ایسی ہیں جو امت میں سے کسی فرد یا جماعت کو حاصل نہیں ہیں بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ انسانیت کا کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جس کو اس قدر پختگی کے ساتھ یہ بشارتیں حاصل ہوں۔

دوسری دلیل: احادیث مبارکہ:

صحابہ کرام کی "افضلیت" کے بارے میں نصوص زیادہ ہیں، بعض سے "عبارت النص" کے طور پر یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور بعض سے "اشارۃ النص" کے طور پر یہ معلوم ہوتا ہے، بعض محقق اہل علم کے نزدیک ایسی روایت تواتر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں، چنانچہ علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ اپنی ایک مختصر اور مفید کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

وأفضل الأمم أمته عليه الصلاة والسلام كما يشهد له الآيات والأخبار وأفضلهم صحابته للآيات أيضا وللأحاديث البالغة مبلغ التواتر وإن كانت تفاصيلها آحاد [1]

---

[1] الأجوبة العراقية،الفصل الثاني فيما شجر بين الصحابة،ج١،ص٥٩-

ترجمہ:"آیات مبارکہ اوراحادیث شریفہ سے معلوم ہوتاہے کہ آپ ﷺ کی امت امتوں میں سب سے افضل ہے،اور لوگوں میں سے سب سے افضل آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں ،یہ بات بھی کئی آیات مبارکہ اور مجموعی طورپر متواتراحادیث سے ثابت ہے اگرچہ اس کی تفصیلات خبر واحد کے درجہ میں ہیں"۔

یہاں ان تمام احادیث کااستیعاب کرنامقصود نہیں ہے،بلکہ نمونے کے طور پر چندروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت:

"مجمع الزوائد"میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قُلْنَا: «يَا رَسُولَ اللّٰہِ، نَحْنُ خَيْرٌ أَمْ مَنْ بَعْدَنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ - صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا يُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِكُمْ وَلَا نَصِيفَهُ».[١]

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے پوچھاکہ :ہم بہترہے یابعد کے لوگ؟آپ ﷺ نے فرمایاکہ :بعد کے لوگ اگراحد پہاڑ کے برابر سوناراہ خدامیں خرچ کرے تووہ آپ صحابہ میں سے کسی صحابی کے ایک مدیانصف مدصدقہ کے برابرنہیں"۔

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ اس حدیث کادرجہ ذکرکرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[١] مجمع الزوائد،كتاب المناقب،باب ما جاء في اصحاب رسول الله ﷺ،ج۱۰،ص۱۵۔

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ بِمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: «يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَحْنُ خَيْرٌ أَمِ الَّذِينَ يَجِيئُونَ مِنْ بَعْدِنَا»؟ وَفِي إِسْنَادِهِمَا الْوَاقِدِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.[1]

ترجمہ: "یہ روایت علامہ طبرانیؒ نے اپنی کتاب: معجم کبیر اور معجم اوسط میں نقل کیاہے، البتہ دونوں سندوں میں علامہ واقدی ہے جو ضعیف راوی ہے"۔

علامہ محمد واقدی رحمہ اللہ کے بارے میں علماءِ جرح وتعدیل کی آراء مشہور ہی ہیں، بعض ان کو کذاب، ناقابل اعتبار جبکہ بعض ان کو ثقہ بلکہ امام تک قرار دیتے ہیں، تفصیل کے لئے امام ذہبی رحمہ اللہ کی "سیر اعلام النبلاء" کی مراجعت کی جاسکتی ہے۔

اس کے متصل بعد حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیٹے یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

«سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: أَنَحْنُ خَيْرٌ أَمْ مَنْ بَعْدَنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُهُمْ أُحُدًا ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِكُمْ وَلَا نَصِيفَهُ».[2]

ترجمہ: "آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ: ہم بہتر ہے یا ہمارے بعد کے لوگ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بعد کے لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو وہ آپ صحابہ میں سے کسی صحابی کے ایک مد یا نصف مد صدقہ کے برابر نہیں "۔

---

[1] ایضاً۔
[2] ایضاً۔

اس روایت کا درجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ ابْنُ لَهِيعَةَ وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ.[۱]

ترجمہ: "یہ روایت حضرت امام احمد "نے نقل کیا ہے اس میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے اور اس کی احادیث حسن کے درجہ میں ہیں باقی راوی صحیحین کے رواۃ میں سے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ یہ دوسری روایت علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حسن ہے۔ بہر حال دونوں روایتیں اپنے مدعیٰ میں بالکل واضح ہیں کہ حضرات صحابہ کرام باقی امت سے بہتر ہیں۔

دوسری روایت:

"صحیح بخاری" میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ: «أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ» وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ[۲]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حدیبیہ کے دن فرمایا کہ: آپ روئے زمین کے بہترین لوگ ہیں جب کہ اسی دن ہماری تعداد چودہ سو تھی"۔

---

[۱] ایضاً۔

[۲] الصحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبيه، ج۵، ص۱۲۳۔

یہ روایت بھی اپنے مدعی میں صریح ہے، تاہم یہاں اس گفتگو کے مخاطب خاص وہی صحابہ کرام ہیں جو اس خطاب کے وقت موجود تھے اور جن کی تعداد خود درج بالا عبارت میں چودہ سو(۱۴۰۰)بتلائی گئی ہے۔اس سے یہ تو واضح ہو گیا کہ حضرات صحابہ کرام کی جماعت سب سے بہتر ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مخاطب صحابہ کرام کے افراد بھی سب سے بہتر ہیں، تاہم صحابہ کرام میں سے ہر ہر فرد باقی ہر ہر فرد سے افضل ہے؟ یہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا۔

علامہ اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ ،علامہ ابن عبد البر کا موقف اور ان کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے، لکھتے ہیں:

وجمع الجمهور بين الأحاديث بأن للصحبة فضيلة ومزية لا يوازيها شيء من الأعمال، فلمن صحبه - صلى الله عليه وسلم - فضيلتها وإن قصر عمله، وأجره باعتبار الاجتهاد في العبادة وتكون خيريتهم على من سيأتي باعتبار كثرة الأجر لا بالنظر إلى ثواب الأعمال وهذا قد يكون في حق بعض الصحابة. وأما مشاهير الصحابة فإنهم حازوا السبق من كل نوع من أنواع الخير وبهذا يحصل الجمع بين الأحاديث.[1]

ترجمہ:"جمہور اہل علم نے ان دو قسم روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ: صحابیت کی الگ فضلیت اور خصوصیت ہے جس کے برابر اعمال میں سے کوئی بھی عمل نہیں، چنانچہ جسے بھی آپ ﷺ کی شرف صحبت نصیب ہوئی ہو تو اگرچہ محنت کے

---

[1] سبل السلام، كتاب القضاء، خير القروني، ج۲،ص۵۸۱۔

لحاظ سے اس کے اعمال کا اجر کم ہو، تاہم فضیلت کے لحاظ سے ان کا عمل بعد کے لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے (اگرچہ نفس عمل کا ثواب کم کیوں نہ ہو)۔ یہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لحاظ سے ہے، ورنہ مشہور صحابہ کرام ہر قسم بھلائی اور نیکی کے اعلی درجہ پر فائز تھے"۔

تیسری روایت:

"صحیح بخاری" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ[۱]

ترجمہ:"لوگوں میں سے سب سے افضل میرے زمانے کے لوگ پھر جو ان کے قریب پھر ان کے قریب"۔

یہ روایت اپنے مدعی میں بالکل واضح ہے، "قرن" کا لفظ زمانے اور صدی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اہلِ زمانہ اور اہلِ صدی کے لئے بھی۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ (حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد) سب سے بہتر لوگ حضرات صحابہ کرام ہی تھے۔

چوتھی روایت:

"صحیح مسلم" میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

۱ الصحيح البخاري، كتاب اصحاب النبيﷺ، باب فضائل اصحاب النبيﷺ، ج۵، ص۳۔

سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ»[١]

ترجمہ: "کسی شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ: لوگوں میں سے کون سب سے افضل ہیں؟ فرمایا: میرے اس زمانے کے لوگ پھر اس کے بعد اور پھر اس کے بعد"۔

پانچویں روایت:

علامہ ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«مَن كانَ مُسْتَنًّا، فَلْيَسْتَنَّ بمن قد ماتَ، فإنَّ الحيَّ لا تُؤمَنُ عليه الفِتْنَةُ، أولئك أصحابُ محمد صلىٰ الله عليه وسلم كانوا أفضلَ هذه الأمة: أبرَّها قلوبًا، وأعمقَها علمًا، وأقلَّها تكلُّفًا، اختارهم الله لصحبة نبيِّه، ولإقامة دِينه، فاعرِفوا لهم فضلَهم، واتبعُوهم على أثرهم، وتمسَّكوا بما استَطَعْتُم من أخلاقِهم وسيَرِهم، فإنهم كانوا على الهُدَىٰ المستقيم.[٢]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اگر کسی کی پیروی کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اُن لوگوں کی پیروی کرے جو دنیا سے جا چکے ہیں۔ کیونکہ زندہ لوگوں کے بارے میں فتنہ سے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں۔ وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

---

[١] الصحيح المسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الصحابة، ج٤، ص١٩٦٥-

[٢] جامع الاصول، الكتاب الثاني في الاعتصام بالكتاب والسنّة، الباب الاوّل في الاستمساك بهما، ج١، ص٢٩٢-

تھے جو اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دِل انتہائی نیک اور علم بے حد گہرا تھا، بہت کم تکلف والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کو قائم کرنے کے لئے ان کو چنا، بس تم اُن کی فضیلت جان لو، اُن کے نقش قدم پر چلو، اور اُن کے عادات واِخلاق کو اپنی استطاعت کے مطابق مضبوط پکڑو! کیونکہ وہی سیدھے راستے پر تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہاں پوری صراحت کے ساتھ حضرات صحابہ کرام کو پوری امت سے افضل قرار دیا، حضرات صحابہ کرام میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم وتفقہ میں جو بلند مقام حاصل تھا، وہ محتاج بیان نہیں ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو قرب ومعیت حاصل تھا، وہ بھی واضح ہے، ان باتوں کو سامنے رکھنے سے اس بات کا وزن معلوم کیا جاسکتا ہے۔

تیسری دلیل: اجماع امت

اجماع امت بھی شرعی دلائل میں سے ایک اہم دلیل ہے، اس بات پر متعدد اہل علم نے اجماع بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرات صحابہ کرام تمام امت سے افضل تھے، چنانچہ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الإجماع السادس والأربعون: بيان أن خير القرون هو قرن الصحابة، وعلى أنهم جميعاً عدول، وأن خلافتهم جميعاً صحيحة، وواقعة حسب ما يرضاه الله سبحانه وتعالى.[١]

---

[١] رسالة الي اهل الثغر، المبحث الثاني: موضوع الكتاب وتحليل محتوياته، ج١، ص٥٩-

ترجمہ:"چیالیس واں اجماع: یہ ہے کہ سب سے بہتر دور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا، اور وہ سب کے سب عادل تھے اور ان سب کی خلافت درست اور اللہ تعالیٰ کے مرضی کے مطابق تھی"۔

علامہ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ اپنی مفید کتاب "الاقناع" میں تحریر فرماتے ہیں:

وأجمعوا على أن خير القرون: قرن الصحابة ثم الذين يلونهم على ما قال صلى الله عليه وسلم: «خيركم قرني». وأجمعوا على أن خير الصحابة أهل بدر، وخير أهل بدر العشرة، وخير العشرة الأئمة الأربعة: أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضوان الله عليهم. وأجمعوا على أن كل من صحب النبي صلى الله عليه وسلم - ولو ساعة - أو رآه - ولو مرة - مع إيمانه به وبما دعا إليه أفضل من التابعين بذلك.[1]

ترجمہ:"امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بہترین دور صحابہ کرام کا پھر تابعین کا تھا جیسا کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں ہے کہ: سب سے بہترین دور میرا دور ہے۔ اس بات پر بھی اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سے سب سے افضل اہل بدر ہیں اور بدری صحابہ میں سے سب سے افضل عشرہ مبشرہ ہیں اور ان دس میں سب سے افضل خلفاء اربعہ ہیں: اول حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نیز اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جسے ایک لحظہ بھی آپ ﷺ کی شرف صحبت نصیب ہوئی ہو یا ایمان کی حالت

[1] الإقناع في مسائل الإجماع، كتاب الايمان، ذكر الصحابة رضوان عليهم، ج١، ص٥٨-

میں ایک مرتبہ بھی آپ کی زیارت نصیب ہوئی ہو تو وہ اس کی وجہ سے تمام تابعین (اور باقی امت) سے افضل ہے"۔

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هَذَا مَذْهَبُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ يُعْتَدُّ بِقَوْلِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ [1]

ترجمہ: "یہ تمام علماء اور تمام معتمد فقہاء کا مسلک ہے"۔

چوتھی دلیل: واقعہ حال

حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی زندگیوں اور ان کی ترجیحات و مصروفیات کو اگر دیکھا جائے، دینی احکام کی قدردانی جو ان کو نصیب تھی، دینی احکام پر مر مٹنے کا جو مزاج و مذاق ان کو حاصل تھا، عملی طور پر طاعت وعبادت کا جو ذوق ان کا تھا، اخلاص اور للّٰہیت کے جس بلند مقام پر وہ فائز تھے، وہ بھی اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ وہ لوگ امت کے افضل ترین افراد تھے، ان صفات و خصوصیات میں کوئی جماعت ان کی شریک و سہیم نہیں بن سکتی۔

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلَىٰ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَرِدْ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ فِيهِمْ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ لَأَوْجَبَتِ الْحَالُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا مِنَ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَالنُّصْرَةِ وَبَذْلِ الْمُهَجِ وَالْأَمْوَالِ وَقَتْلِ الْآبَاءِ وَالْأَوْلَادِ وَالْمُنَاصَحَةِ فِي الدِّينِ وَقُوَّةِ الْإِيمَانِ وَالْيَقِينِ الْقَطْعَ عَلَىٰ عَدَالَتِهِمْ وَالِاعْتِقَادَ لِنَزَاهَتِهِمْ وَأَنَّهُمْ

---

[1] الكفاية في علم الرواية، باب ما جاء في تعديل الله ورسوله للصحابة، ج١، ص٤٨-

أَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ الْمُعَدَّلِينَ وَالْمُزَكَّيْنَ الَّذِينَ يَجِيؤُنَ مِنْ بَعْدِهِمْ أَبَدَ الْآبِدِينَ. هَذَا مَذْهَبُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ يُعْتَدُّ بِقَوْلِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ [1]

ترجمہ:" بالفرض اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف سے مذکورہ باتوں میں سے کچھ نقل نہ بھی ہو تب بھی ان کی حالت کا قطعی طور پر تقاضا یہ تھا کہ ان کی جہاد، ہجرت، نصرتِ دین ،جان اور نفس کی قربانی، دین کی خطر والدین اوراولاد کے ساتھ لڑنا، دینی خیر خواہی، ایمانی قوت کی بناء پر وہ سب کے سب عادل اور پاکباز تھے، اور تاقیامت آنے والے سب مستند عادل اور پارسالوگوں سے پاک اور پارساتھے، یہی تمام علماء اور تمام معتمد فقہاء کا مسلک ہے"۔

البتہ غور کیاجائے تو یہ اس بات کی تو بالکل واضح دلیل ہے کہ جماعت صحابہ کرام باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے، لیکن پہلی جماعت کا ہر ہر فرد باقی جماعتوں کے ہر ہر فرد سے افضل ہو؟ اس بات کی دلیل نہیں ہے، چنانچہ بعد کے لوگوں میں بیسیوں ایسے افراد گزرے ہیں جن کی دین کے لئے خدمات و قربانیاں بظاہر بعض صحابہ کرام کی قربانیوں سے کچھ بڑھی ہوئی نظر آتی ہیں، تاہم اگر اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی ملایا جائے کہ حضرات صحابہ کرام کا چھوٹا عمل بھی بعد کے لوگوں کے بڑے بڑے اعمال سے افضل اور زیادہ باعثِ اجر وثواب ہے (جیسا کہ متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے) تو پھر بات بن جاتی ہے۔

---

[1] ایضاً۔

چند مخالف روایات اور ان سے استدلال

بعض روایات سے اس کے خلاف مترشح ہوتا ہے، مثال کے طور پر بعض صحیح روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ آخری دور میں دین پر صبر واستقامت اختیار کرنے والے کو حضرات صحابہ کرام میں سے پچاس افراد کے برابر ثواب ملے گا۔ بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ: امت مسلمہ کی مثال بارش جیسی ہے کبھی اس کا اول بہتر ثابت ہوتا ہے اور کبھی آخر۔ بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ: صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ اسلام بھی قبول کیا اور ہجرت بھی کیں تو کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ: (ہاں) تمہارے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو بن دیکھے میرے اوپر ایمان لائیں گے۔ ان جیسی روایات سے بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام تمام امت سے افضل نہیں ہیں بلکہ بعد کے افراد میں سے کچھ افراد ان سے فضیلت میں بڑھ سکتے ہیں۔

یہ اوران جیسی روایات کی بنیاد پر بعض اہل علم نے یہ موقف اپنایا بھی کہ جماعت صحابہ کرام اگرچہ باقی پوری امت سے افضل ہے تاہم اس مقدس جماعت کا ہر ہر فرد باقی امت کے ہر ہر فرد سے افضل نہیں ہے، علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کے متعدد ابحاث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور متعدد محقق اہل علم نے بھی یہ بات ان کی جانب منسوب کی ہے۔

اس استدلال کا جواب

ان روایات سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر ان روایات کو اپنے ظاہری معنی میں لیا جائے تو موضوع کی دیگر روایات کے ساتھ ان کا تعارض ثابت ہو جاتا ہے، امت کے اجماع واتفاق کی جو بات اوپر نقل کی گئی ہے، اس کے ساتھ بھی تعارض پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے ان روایات کی مناسب توجیہ ضروری ہے، وہی توجیہ یہ ہے جو محدثین کرام نے مختلف احادیث کے درمیان جمع وتطبیق کے طور پر ذکر فرمائی ہے، مثال کے طور پر بعض روایات میں ہے کہ: "تین مرتبہ سورت اخلاص پڑھنا (ثواب میں) قرآن کے برابر ہے"، متعدد محدثین اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں ختم قرآن کا اصل ثواب مراد ہے، یعنی ضابطہ کے مطابق ایک بار ختم قرآن کا جو ثواب ہوتا ہے، وہ ثواب تین بار سورۃ اخلاص پڑھنے والے کو ملے گا، باقی ختمِ قرآن پر ضابطے سے ہٹ کر جو ثواب عنایت ہوتا ہے، اس کا ثواب سورۃ اخلاص پڑھنے والے کو ملنا ضروری نہیں ہے۔

علامہ امیر اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ، صحابہ کرام کی فضیلت کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> وهذا يدل على أن الصحابة أفضل من التابعين، والتابعين أفضل من تابعيهم وأن التفضيل بالنظر إلى كل فرد فرد. وإليه ذهب الجماهير. وذهب ابن عبد البر إلى أن التفضيل بالنسبة إلى مجموع الصحابة لا إلى الأفراد فمجموع الصحابة أفضل ممن بعدهم لا كل فرد منهم، إلا أهل بدر وأهل الحديبية فإنهم أفضل من غيرهم،

ترجمہ:"صحابہ کرام تابعین سے افضل ہیں اور تابعین تبع تابعین سے۔اوران کی یہ فضیلت ہر ہر فرد کے لحاظ سے ہے(کہ صحابہ اور تابعین کا ہر ہر فرد باقی لوگوں سے افضل ہے)یہی جمہور کا مذہب ہے۔علامہ ابن عبد البر الاندلسی مالکیؒ کی رائے یہ ہے کہ فضیلت جماعت کے لحاظ سے ہے یعنی جماعت صحابہ جماعت تابعین سے افضل ہے افراد کے لحاظ سے یہ فضیلت نہیں، لہذا ہر ہر فرد کی فضیلت ضروری نہیں۔البتہ صحابہ میں سے اہل بدر اور اہل حدیبیہ کا ہر ہر فرد بھی باقی امت سے افضل ہے"۔

اس کے بعد علامہ ابن عبد البرؒ رحمہ اللہ کے استدلال میں بعض روایات نقل کی ،جن کا حاصل اوپر سطور میں میں ذکر کیا گیاہے،اس کے بعد جمہور اہل علم کی جانب سے ان دونوں قسم کے بظاہر متضاد روایات میں جمع و تطبیق کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وجمع الجمهور بين الأحاديث بأن للصحبة فضيلة ومزية لا يوازيها شيء من الأعمال، فلمن صحبه – صلى الله عليه وسلم – فضيلتها وإن قصر عمله، وأجره باعتبار الاجتهاد في العبادة وتكون خيريتهم على من سيأتي باعتبار كثرة الأجر لا بالنظر إلى ثواب الأعمال وهذا قد يكون في حق بعض الصحابة.

ترجمہ:"جمہوراہل علم نے ان دو قسم روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ: صحابیت کی الگ فضلیت اور خصوصیت ہے جس کے برابر اعمال میں سے کوئی بھی عمل نہیں، چنانچہ جسے بھی آپ ﷺ کی شرف صحبت نصیب ہوئی ہو تو اگرچہ محنت کے لحاظ سے اس کے اعمال کا اجر کم ہو، تاہم فضیلت کے لحاظ سے ان کا عمل بعد کے لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے(اگرچہ نفس عمل کا ثواب کم کیوں نہ ہو)۔یہ بعض صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لحاظ سے ہے،(ورنہ مشہور صحابہ کرام ہر قسم بھلائی اور نیکی کے اعلی درجہ پر فائز تھے"۔

روایات میں تطبیق دینے کے بعد ایک مزید نکتہ کی بات لکھتے ہیں جو اپنی جگہ بہت معقول اور متوازن ہے، فرماتے ہیں:

وأيضا فإن المفاضلة بين الأعمال بالنظر إلى الأعمال المتساوية في النوع، وفضيلة الصحبة مختصة بالصحابة لم يكن لمن عداهم شيء من ذلك النوع.[1]

ترجمہ:"اعمال میں باہم فضیلت کی بات ایک قسم اعمال میں کی جاتی ہے(جب کہ صحابہ کرام کے اعمال دوسرے لوگوں کے اعمال سے مختلف تھے کیونکہ وہ شرف صحابیت پر فائز لوگوں کے اعمال تھے)اور صحابیت کی فضیلت ان کے ساتھ مختص تھی ان کے علاوہ لوگوں کے لیے یہ کہاں ہے(تو دوسرے لوگوں کے اعمال ان کے اعمال کے قبیلے سے نہیں تو دونوں میں مقارنہ کرنے اور باہم فضیلت ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں)"۔

خلاصہ تحریر

اس پوری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

الف:حضرات صحابہ کرام(رضوان اللہ علیہم) کی جماعت بھی اور اس مقدس جماعت کا ہر ہر فرد بھی امت کے باقی جماعتوں اور ہر ہر فرد سے افضل ہیں۔

---

[1] سبل السلام، كتاب القضاء، خير القرون، ج٢، ص٥٨١-

ب: متعدد نصوص سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے اور امت کے اہل علم کا اس بات پر اتفاق بھی ہے۔

ج: جن روایات سے اس کے خلاف مترشح ہوتا ہے، ان میں مناسب توجیہ ضروری ہے جیسا کہ درج بالا سطور میں ذکر کیا گیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ناکارہ عبید الرحمن، دارالافتاء والارشاد، مردان۔

۱۷ محرم ۴۶ھ